حضرت امام ابو حنیفہؒ

۸۰ھ تا ۱۵۰ھ

عبد الرشید عراقی - سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ

(مؤلف مضمون نے امام ابو حنیفہؒ کی فقہ کا پیرو نہ ہوتے ہوئے جس محبت سے اُن کا مختصر تذکرہ لکھا ہے، ہم اسے مسرت کے ساتھ شائع کرتے ہوئے ملت کے تمام مدرسہ ہائے فکر کے متوسلین سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ دوسروں کے لیے ایسا ہی نقطۂ نظر اختیار کریں تاکہ اختلافات افتراق کا ذریعہ نہ بن سکیں۔ ادارہ)

نام و نسب | نعمان بن ثابت نام، کنیت ابو حنیفہؒ، ۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔

سکونت | کوفہ امام صاحب کا مولد و مسکن ہے، جو اسلام کی وسعت و تمدن کا دیباچہ تھا۔ حافظ ابن القیمؒ نے اعلام الموقعین میں لکھا کہ

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد علم نبوت کے تین مراکز تھے۔ مکہ معظمہ، مدینہ منورہ اور کوفہ۔ مکہ معظمہ کے صدر معلم حضرت ابن عباسؓ تھے۔ مدینہ منورہ کے حضرت ابن عمرؓ اور کوفہ کے حضرت ابن مسعودؓ"

حضرت علیؓ جب مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے تو آپؓ نے مدینہ منورہ کے بجائے کوفہ کو دار الخلافہ بنایا اور حضرت علیؓ کی شہادت بھی کوفہ میں ہوئی۔ کوفہ علم کا مرکز تھا اور اجلّہ صحابہ کرام یہاں سکونت پذیر رہے۔

تحصیلِ علم | امام صاحب بیس سال کی عمر میں تحصیل علم کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ نے بے شمار ائمہ کرام محدثینِ عظام اور فقہائے اعلام سے استفادہ کیا۔ مگر سب سے زیادہ تحصیل آپ نے حضرت حمادؒ سے کی۔

حضرت حماد مشہور فقیہ تھے۔ ۱۲۰ھ میں انتقال کیا۔

امام صاحب کے تابعی ہونے پر بحث امام صاحب نے جب ہوش سنبھالا تو اس وقت چار صحابہ رضی اللہ عنہ کرام زندہ تھے۔

۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک خادم خاص نبی صلی اللہ علیہ وسلم — المتوفی ۹۳ھ
۲۔ حضرت سہیل بن سعد انصاری — المتوفی ۹۵ھ
۳۔ حضرت عبد اللہ بن بسر المازنی — المتوفی ۹۷ھ
۴۔ حضرت ابو الطفیل عامر بن واثلہ — المتوفی ۱۰۲ھ

لیکن اس میں جمہور محدثین کا اختلاف ہے کہ امام صاحب کی اُن سے ملاقات ثابت ہے یا نہیں۔ اور بعض محدثین اس طرف گئے ہیں کہ آپ کی کسی صحابی سے ملاقات ثابت نہیں بلکہ دیدار کیا ہے جیسا کہ امام دارقطنی المتوفی ۳۸۵ھ فرماتے ہیں:-

لم يلق ابو حنيفة احداً من الصحابة انما رأى انساً بعينه ولم يسمع منه[۱]

ابو حنیفہؒ نے کسی صحابی سے ملاقات نہیں کی، مگر حضرت انسؓ کا دیدار کیا ہے اور ان سے سماع حدیث نہیں کی۔ امام خطیب بغدادی نے بھی امام دارقطنی سے پورا اتفاق کیا ہے اور فرماتے ہیں:

ابوحنیفہؒ کا سماع حضرت انسؓ سے ثابت نہیں[۲]

فقہ میں امام صاحب کے استاد حماد بن ابی سلیمان۔ عطاء بن رباح۔ ابی اسحاق سبیعی۔ محارب بن دثار۔ نافع مولائے ابن عمرؓ۔

تلامذہ امام صاحب کے تلامذہ کا شمار دشوار ہے۔ اور بعض ائمہ نے آپ کے تلامذہ کی جو فہرست شائع کی ہے۔ وہ سینکڑوں سے متجاوز ہے۔ مگر آپ کے مشہور تلامذہ مندرجہ ذیل ہیں جنہوں نے ان کے علم وفضل کو چار دانگ عالم میں پھیلایا۔

---

[۱] تبییض الصحیفہ ص ۵
[۲] تاریخ بغداد جلد ۹ ص ۱۱۱۔

فقہائے کرام ہیں :- امام ابو یوسفؒ، امام محمدؒ، امام زفرؒ اور امام حسنؒ بن زیاد۔
محدثین عظام ہیں :- امام عبداللہ بن مبارکؒ، امام لیث بن سعدؒ، امام مالک بن انسؒ، اور امام مسعر بن کدامؒ
صوفیائے کرام ہیں :- فضیل بن عیاضؒ اور داؤد طائیؒ۔

زہد و ورع نہایت متقی، پرہیزگار اور پاکباز تھے، خشوع و خضوع کی پیشانی سے نہریں بہتی تھیں۔ اکثر خاموش رہتے۔

جعفر بن ربیع کہتے ہیں کہ مجھے پانچ سال تک اُن کی صحبت میں رہنے کا اتفاق ہوا۔ میں نے اُن سے زیادہ خاموش آدمی کسی کو نہیں دیکھا۔ ہاں جب کوئی علمی بحث چھڑ جاتی تو پھر بلا کی روانی آجاتی۔ پھر یوں رواں ہوتے جیسے دریا اُمڈ آیا ہے۔

ان کی علمی صحبتیں، غیبت و بدگوئی کے عیب سے بالکل پاک ہوتیں۔ حالانکہ یہ علماء کا ہمہ گیر عیب ہے۔ عام طور پر اچھی سے اچھی علمی نشستوں میں بھی ذکرِ غیر کسی نہ کسی انداز سے آ ہی جاتا ہے کہ اس کے بغیر محفل میں رونق پیدا نہیں ہوتی۔

حضرت امام عبداللہ بن مبارک نے حضرت امام سفیان ثوری سے از راہ تعجب یہ کہا کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے ہاں غیبت کا بالکل ارتکاب نہیں ہوتا۔ انہوں نے جواب میں کہا:
"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ بہت عقلمند ہیں۔ اپنی نیکیوں پر دوسروں کو کیوں مسلط کریں"۔

امام عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ میں نے کوفہ پہنچ کر لوگوں سے دریافت کیا کہ یہاں سب سے زیادہ پارسا اور متقی کون شخص ہے تو لوگوں نے کہا: امام ابو حنیفہؒ!

اور امام عبداللہ بن مبارک کا خود یہ قول ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ سے زیادہ متقی، پارسا، پرہیزگار، خاموش طبع اور کسی کو نہیں دیکھا، حالانکہ اُن کی مال و دولت سے آزمائش کی گئی تھی۔

امام صاحب کی ایک اہم فضیلت بخاری و مسلم اور ابو نعیم نے حضرت ابو ہریرہؓ سے، طبرانی و احمد نے حضرت ابن مسعودؓ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث نقل کی ہے:-

لو کان العلم بالثریا لتناوله اناس من ابناء فارس[1]

---

[1] مسند احمد جلد ۲ ص ۲۹۶۔

ترجمہ: اگر علم ثریا کے پاس ہو تو فارس کے کچھ لوگ اس کو حاصل کر لیں گے۔

حضورؐ کی اس پیش گوئی کا مصداق بعض علمائے کرام نے امام ابوحنیفہؒ کو قرار دیا ہے جیسا کہ علامہ سیوطی اور ابن حجر مکی نے تصریح کی ہے۔ امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے بھی اس پیش گوئی کو امام صاحب پر ہی چسپاں کیا ہے۔ شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں:

"فقیر گفت امام ابوحنیفہؒ دریں حکم داخل است"

ترجمہ:۔ یعنی کہ میں (شاہ ولی اللہ) کہتا ہوں کہ امام ابوحنیفہؒ اس میں داخل ہے۔

ذہنی صلاحیت امام صاحب کی ذہانت و فراست وعقل کو سب تسلیم کرتے ہیں اور ائمہ کرام اور محدثین عظام نے آپ کی فراست و ذہانت کے بارے میں بہت کچھ لکھا ہے۔

امام مالکؒ سے کسی نے پوچھا کہ اُن کے استدلال میں کتنی قوت ہے؟ انہوں نے جواب میں فرمایا کہ اگر وہ اس ستون کو سونے کا ثابت کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ فقہ میں سب ابوحنیفہؒ کے محتاج ہیں۔

امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں کہ فقہ دراصل ابوحنیفہؒ کی فقہ ہے۔

علی بن عاصم کا کہنا ہے کہ اگر آدھی دنیا کی عقل ایک پلے میں، اور دوسرے پلے میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کی عقل رکھی جائے تو امام صاحب کا پلہ بھاری ہوگا۔

امام وکیع فرماتے ہیں کہ میں کسی ایسے عالم سے نہیں ملا جو امام ابوحنیفہؒ سے زیادہ فقیہہ ہو اور اُن سے بہتر نماز پڑھتا ہو۔

امام سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ عبداللہؓ بن عباسؓ اپنے زمانے کے عالم تھے۔ ان کے بعد امام شعبی اپنے زمانے کے عالم ہوئے۔ اور اُن کے بعد امام ابوحنیفہؒ۔

یعنی یہ تینوں اپنے اپنے دَور میں بے مثال تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ امام ابوحنیفہؒ کی نظیر میری آنکھوں نے نہیں دیکھی۔

ماخذ علم امیر المومنین ابوجعفرؒ نے امام صاحب سے دریافت کیا کہ آپ نے کن صحابہ کا علم حاصل کیا؟ تو آپ نے فرمایا:۔

"میں نے حضرت عمرؓ بن الخطاب، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت

عبداللہ بن مسعود رض کے شاگردوں سے علم حاصل کیا۔[1]

اوّلیات امام صاحب نے فقہ اسلامی کی ترتیب و تدوین میں جو عظیم الشان خدمات انجام دی ہیں وہ محتاج بیان نہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ امام صاحب نے جس قدر مسائل تدوین کیے ہیں، اُن کی تعداد ۱۲ لاکھ ۹۰ ہزار سے زائد ہے۔

اور فقہ میں دقیق بحثیں اور تفریعات آپ ہی نے پیدا کیں۔ اور اس طرح بوقلموں تلامذہ کا ہجوم آپ ہی کو ملا جنہوں نے اپنی خداداد صلاحیتوں سے فقہ حنفی کو چمکا دیا۔ چنانچہ امام ابویوسف رح کو دیکھیے کہ احادیث و تفریعات پہ نظر رکھتے ہیں۔ حسن بن زیاد سوال و تفریع میں بلند پایہ ہیں۔ زفر قیاس میں امام ہیں۔ اور امام محمد سمجھ بوجھ اور اعراب و نحو میں باکمال

نقطۂ اختلاف اُن کے مدرسۂ فقہ و استدلال سے محدثین کرام کو یہ اختلاف ہے کہ قیاس و استدلال کی ہمواریوں پر اس درجہ انہیں یقین ہے کہ بسا اوقات احادیث صحیحہ سے دامن چھوٹ چھوٹ گیا ہے۔ حضرت امام تو اس لیے اس بات سے معذور ٹھہرائے جا سکتے ہیں کہ ان کے وسائل علمی ہی اُس وقت اِسی کے متقاضی تھے۔ بعد کے تلامذہ و مقلدین نے تو حد ہی کر دی۔ خواہ مخواہ قیاس کو ہر آئینہ حق بجانب ٹھہرانے کی کوشش کی۔

ابتلاء دوسرے ائمہ و صلحاء کی طرح امام ابوحنیفہ رح کو بھی زمانہ کے پھیلائے ہوئے فتنوں سے دوچار ہونا پڑا۔ ابوجعفر منصور نے آپ کے سامنے مسند قضا پیش کی۔ مگر آپ نے ازراہ استغناء اُسے ٹھکرا دیا۔ کیونکہ آپ یہ سمجھتے تھے کہ ایسی حکومت کے بڑے بڑے عہدوں کو قبول کرنا جو غیر اسلامی ہو، اس بات کے مترادف ہے کہ اس کے تمام مظالم کو حق بجانب ٹھہرایا جائے۔ امام اس نکتہ کو سمجھے ہوئے تھے، اور حکومت وقت اسی بناء پر اصرار کر رہی تھی۔ کیونکہ آپ کے ایک تقرر سے ساری غیر اسلامی فضا صحیح ٹھہرتی تھی، اور حکومت یہ کہہ سکتی تھی کہ اگر ہماری حکومت غیر آئینی یا غیر اسلامی ہوتی تو ابوحنیفہ رح اس میں اتنے بڑے منصب پہ کیوں فائز ہوتے، مگر آپ نے یہ منصب قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اس انکار پہ آپ کو شدید تازیانوں کی سزا دی گئی۔ اللہ اللہ حکومتیں بھی

[1] تاریخ بغداد جلد ۱۲ - ص ۳۲۴

کتنی ستم ظریف ہوتی ہیں۔ اتنا بڑا امام جس کی سطوتِ استدلال کے سامنے بڑے بڑوں کی گردنیں جھکیں وہ ذلیل حکام کی ستیزہ کاری کا اس طرح شکار ہوا۔

امام احمد بن حنبل جب اس واقعہ کو یاد فرماتے تو اُن کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر آتیں اور وہ رو دیتے۔

مناقب | حضرت امام کے فضائل و مناقب میں بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ جن سے اُن کی جلالتِ قدر کا اندازہ ہوتا ہے۔

۱۔ عقود المرجان از امام طحاوی۔

۲۔ عقود المرجان کا اختصار عقود الدر

۳۔ کتاب الشیخ از محمد بن احمد المکی الخوارزمی المتوفی ۵۶۸ھ

۴۔ بستان فی مناقب النعمان

۵۔ الجواہر المضیئہ از شیخ محی الدین القرشی

۶۔ شقائق النعمان زمخشری

۷۔ کشف الاستار از عبداللہ محمد الحارثی

۸۔ کتاب الشیخ ظہیر الدین المرغینانی

۹۔ کتاب الشیخ مورخ بن المظفر قرادعلی (بغدادی)

۱۰۔ کتاب الانتصار

وفات | خاندانِ نبوت میں واقعۂ کربلا کے بعد متعدد افراد نے انقلابِ حکومت کی کوشش کی۔ محمد ذوالنفس الذکیہ نے مدینہ طیبہ میں اور اُن کے مشورہ سے اُن کے بھائی ابراہیم بن عبداللہ نے کوفہ میں منصور کے خلاف علمِ بغاوت بلند کیا۔ اور امام صاحب نے برملا اُن کی تائید کی۔ منصور پہلے ہی منصبِ قضا کے انکار کی وجہ سے آپ کے خلاف تھا۔ اب اس کو ایک اور موقع ہاتھ آگیا۔ اس لیے اس نے ۱۴۶ھ میں آپ کو قید کر دیا۔ قید خانہ ہی میں اس نے آپ کو زہر دلوایا۔ جب اُس کا اثر آپ نے محسوس کیا تو سجدہ کیا، اور اسی حالت میں رجب ۱۵۰ھ میں اس جلیل القدر عالم نے اس دنیائے فانی سے دنیائے بقا کی طرف کوچ کیا —— اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔